

تحریرِ نعمت

حضرت مفتی اعظم ہند
علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمہ اللہ



ناشر

ادارۂ مظہر اسلام لاہور

تحديث لغمت

حضرت مفتی اعظم ہند
علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

○

ناشر
ادارۃ مظہر اسلام لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۵
بغیر اجازت شائع نہ کریں۔

بیاد

شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
شاہی اہم مسجد "فتحپوری" دہلی

نام کتاب ———— تحدیثِ نعمت

مصنف ———— حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی

مرتب ———— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تاریخ اشاعت ———— ربیع الاول شریف ۱۴۱۶ھ / اگست ۱۹۹۵ء

تعداد ———— گیارہ سو (۱۱۰۰)

کتبت ———— محمد ریاض ۲۰۵ ذوالقرنین چیمبر گنپت رڈ لاہور

مطبع ————

ہدیہ ———— ۶ روپے

نوٹ: شائقین مطالعہ ۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب کریں۔

کاپیٹہ

ادارۂ مظہر اسلام

نئی آبادی، مجاہد آباد، منٹپورہ، لاہور، پاکستان، کوڈ نمبر ۵۴۸۳۰

تحدیثِ نعمت

(۱)

الحمد لمن لا يحصى ثنائه ولا اله غيره وهو الحليم والكريم
والصلوة والسلام على حبيبه الذي رفع ذكره واعلى شأنه
وهو بالمؤمنين رؤف رحيم وعلى اله واصحابه الذين
اتبعوه ونصروه وعظموه فرضى الله عنهم ورضوا
عنه ذلك الفوز العظيم اما بعد فاعوذ بالله
من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحى ۱)

جو آیت کریمہ اس عاجز نے اس وقت تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:
”اپنے رب تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہو“

منعم حقیقی جل اسرار نے اس آیت کریمہ میں اپنے بندوں سے اس کا مطالبہ فرمایا ہے کہ
ہماری نعمتوں کا ذکر کیا کرو تاکہ سننے والوں کو ہم سے لگاؤ پیدا ہو اور ان کے قلوب میں
ہماری محبت جلوہ گر ہو اور وہ ہمیں پہچانیں کہ انسان کی پیدائش کا اصل منشا یہی ہے۔
اس مقام پر اگرچہ مخاطب صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں لیکن حکم عام
ہے جس پر متعدد آیات شاہد ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَفْزَلُ عَلَيْكُمُ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ

يعظكم به واتقوا الله واعلموا ان الله بكل شيء عليم ○ (البقرة: ۲۲۱)
 یعنی اور حق تعالیٰ کی جو تم پر نعمتیں ہیں ان کا ذکر کرو، خصوصاً کتاب اللہ کا
 اور احادیث رسول اللہ کا (جس میں حکمت کی باتیں ہیں اور جن کے ذریعہ
 اور وسیلے سے) اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے (اور ایمان و اسلام سے
 نوازتا ہے جو اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے اور ظاہر ہے کہ سب اُسے اپنے درجہ کی
 نعمت سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے کہ جب تک تم میرے
 اس بندہ خاص کا ذکر نہ کرو گے اور ان کے مناقب جلیلہ کا ذکر اور
 اشاعت نہ کرو گے میرے اس حکم کی فرمانبرداری سے قاصر رہو گے اور
 ہرگز میری معرفت حاصل نہ کر سکو گے اس لئے کہ جب تک کسی کی
 ذات و صفات کی معرفت نہ ہو، اس کی معرفت متعذر ہے اور میری
 ذات و صفات کا مظہر یہ برگزیدہ بندہ ٹھہرا تو جب تک اس کی معرفت
 نہ کرائی جائے میری معرفت کسی کو کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ آگے
 ارشاد ہوتا ہے:

واتقوا الله واعلموا ان الله بكل شيء عليم ○
 اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے یعنی وہ یہ بھی جانتا ہے کہ
 ہمارے اس فرمان واجب الاذعان کی اطاعت میں کون سرگرم ہے اور
 کون اس کے حقوق واجبہ ادا کرنے میں لاپرواہ ہے یا معاذ اللہ کسی حق
 کے ادا کرنے کو گمراہی کہتا ہے۔

اس فرمان میں اُس عزیز و قہار نے نہایت درجہ کی تہدید و ترہیب کا اظہار فرمایا ہے خصوصاً
 اُن لوگوں کے لئے جو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو معاذ اللہ گمراہی بتلاتے ہیں۔
 ان لوگوں کے لئے تو اس آیت کریمہ میں انواع و اقسام کے عذاب و عتاب کے ساتھ مواخذہ کی طرف

اشارہ فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے ناپاک خیالات سے محفوظ رکھے۔
 اس آیت کریمہ کے معنی میں جو کچھ اس ناہم نے عرض کیا اپنی طرف سے ہرگز کچھ نہیں
 کہا، مفسرین نے جو کچھ فرمایا ہے انہیں کے کلام کو اردو زبان میں ادا کیا ہے۔ چنانچہ
 تفسیر سراج المنیر میں ہے:-

(واذكر وانعمة الله عليكم) ای التي من جملتها الاسلام
 والایمان وبعثة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم (وما انزل
 عليكم من الكتب) ای القرآن (والحكمة) ای السنة۔
 اور تفسیر روح البیان میں ہے:

(واتقوا الله) فی شان المحافظة عليه والقيام بحقوق الواجبة
 (واعلموا ان الله بكل شيء عليم) فلا يخفى عليه شيء مما تاتون
 وما تذكرون فيواخذكم بما تاتون سنين العذاب۔

ان عبارات کا دہی مفاد ہے جو میں اوپر عرض کر چکا۔ اس ماجہ کی دل خواہش تو یہی تھی
 کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب مایہ جی میں کچھ عرض کرتا لیکن اپنے بیان کو ان
 آیات بینات کے عنوان سے معنون کرنے کی ضرورت یوں ہوئی کہ کسی نے ایک گناہ خط
 بھیجا جس کا مضمون یہ ہے کہ:

”آپ ایک عالم اور مفتی اعظم ہوتے ہوئے ایک ایسے فعل کے مرتکب
 ہو رہے ہیں جو بدعت ہے۔“

۱۔ حضرت علیہ الرحمہ ۱۲ ربیع الاول کی شب کو سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرایا
 کرتے تھے جو اپنی نوعیت کی پاک و ہند میں واحد محفل تھی جہاں آداب شریعت کا پورا پورا لحاظ رکھا
 جاتا، یہ محفل مبارکہ مسجد جامع نقیہ پوری (دہلی) میں بعد نماز عشاء شروع ہوتی اور نماز فجر تک جاری

یا رحمة الله انی خائف وجل

یا نعمة الله انی مفلس عا فی

یعنی اے اللہ تعالیٰ کی رحمت بیشک میں ڈر رہا ہوں اور لرز رہا ہوں ،
اے خدا کی نعمت بے شبہ میں محتاج اور عاجز ہوں۔

ولیس لی عمل القی العلیوبہ

سوا محبتک العظمی وایمانی

یعنی اور میرے پاس کوئی ایسا عمل نہیں جس کے بھروسے پر خدائے عظیم کی
جناب میں حاضر ہوں سوائے آپ کی محبت عظمیٰ اور اپنے ایمان کے۔

فکن امانی من شر الحیوة ومن

شر الممات ومن احراق جسمانی

یعنی تو حضور میرے لئے امان اور پناہ ہو جائیں زندگی اور موت کی
برائی سے اور میرے بدن کے جلنے سے۔

وکن غنائی الذی مابعدہ فلس

وکن نکافی من اغلال عصیان

یعنی اور حضور میرے حق میں ایسی غنا اور لاپرواہی ہو جائیں جس کے بعد
پھر محتاجی نہ ہو، اور حضور میرے گناہوں کے طوقوں سے چھٹکارے
کا باعث ہو جائیں۔

میری غرض ان ابیات کے ذکر کرنے سے صرف اسی قدر ہے کہ آیت کریمہ
واذکروا نعمة الله میں اگر نعمت اللہ سے حضور کی ذات اقدس مراد لی جائے تو
بیجا نہیں اس لئے کہ یہاں نعمت اللہ سے عام انعام الہیہ مراد ہیں جس میں کسی کو بھی
مقابل دم زدن نہیں اور یہ بھی اپنے مقام پر ثابت کہ حضور تمام انعام الہیہ کا سرچشمہ ہیں۔
جس کو جو کچھ ملا اور ملتا ہے اور ملے گا سب میں حضور ہی واسطہ ہیں۔ چنانچہ

اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اس شبہ کو بھی رفع کر دینا چاہیے تاکہ
یہ لوگ مسلمانوں پر بدگمانی کرنے اور اس ذکر خیر کو معصیت کہنے سے باز رہیں کہ یہ دونوں
باتیں گناہ عظیم ہیں بغرض اس وجہ سے مجھ کو اس راستہ کو ملے کر ناپڑا اور نہ ہمیشہ ہم ایسے
اعتراض کو نظر انداز کرتے رہے۔ اس لئے کہ ایسے اعتراضات کے جوابات میں بابت
ایسے کلمات بھی صادر ہو جاتے ہیں جو مخاطب کے لئے باعث اذیت ہوتے ہیں اور یہ
بھی شرعاً ممنوع ہے لیکن اس وقت اس اصل پر نظر رکھتے ہوئے کہ اذابتی ببلیتین
فاختاراهون منھما ناچار اس طرف متوجہ ہونا پڑا لیکن پھر بھی اپنے بیان میں ہرگز ہرگز
کسی خاص شخص کو مخاطب نہ کروں گا۔

یہاں تک ان آیات بینات کا ترجمہ اور تفسیر تھی جو میرے بیان کی زیر عنوان
ہیں لیکن تاویل کا دروازہ ابھی کشادہ ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ واذکروا نعمة الله
علیکم میں ”نعمۃ اللہ“ سے حضور اقدس مراد ہوں تو بعید نہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم ”نعمۃ اللہ“ بھی ہے چنانچہ دلائل الخیرات شریف
میں حضور کے اسمائے شریفہ میں اس اسم شریف کو بھی بیان فرمایا ہے بلکہ مصنف دلائل الخیرات
رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابیات میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے شریفہ میں سے اسم مبارک
”رحمۃ اللہ“ کے ساتھ آپ کو مخاطب کیا ہے وہاں اسم مبارک ”نعمۃ اللہ“ سے بھی آپ کو
مخاطب کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں :-

پچھلے صفحہ سے آگے

رہتی، نماز فجر کے بعد تقریباً دسٹل من شیرینی تقسیم کی جاتی۔ اس سے حاضرین کا بخوبی اندازہ لگایا
جاسکتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو صبح ۱۰ بجے سے لنگہ جاری ہوتا اور سبہر تک تقریباً چالیس پچاس
من کھانا کھلایا جاتا۔ پھر بعد ظہر دوسری مجلس ہوتی جو نماز عصر تک جاری رہتی۔ اس گناہ خطایں
انہیں محافل کی طرف بعض معاندین کا اشارہ ہے۔ مستود

شاہ دل اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرف اپنی اس بیت میں اشارہ فرمایا ہے :-

فاشهد ان الله راحم خلقه

وانك مفتاح لك من المواب

یعنی میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرماتے والا ہے اور اس کی (شہادت دیتا ہوں) کہ حضور نعمتوں اور بخششوں کے خزانہ کی کنجی ہیں۔

ترحمہ کا ذکر گویا تمام ہی انعام الہیہ کا ذکر ہے بخلاف اس کے اگر آپ نعمتوں کے افراد پر نظر کریں تو کہاں تک آپ اس کی نعمتوں کا ذکر کر سکتے ہیں جن کا شمار شمار کرنے والے کی طاقت سے باہر ہے جس کو جناب باری خود ارشاد فرماتا ہے :-

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ (النحل ۱۸۱)

یعنی اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو ان کا شمار نہیں کر سکتے۔
تو جس کا شمار میں آنا ہی ممکن نہیں ان کا ذکر کیسے کیا جاسکتا ہے۔ ہاں اگر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر لیا تو گویا آپ نے تمام انعام الہیہ کا ذکر کر لیا بغرض خواہ حضور کو مجموعہ انعام الہیہ تصور کیا جائے یا صرف ایک ایسی نعمت عظمیٰ جس سے کوئی درجہ کی کوئی نعمت نہیں یہ ثابت ہے کہ حضور کا ذکر شریف بنفس قطعی ان کے مولیٰ جل وٹا نے ہم پر واجب کیا ہے تو جو شے ہم پر واجب کر دی گئی تو اس کو کس کی جرات ہے کہ بدعت کہے؟ اور جب ان کے ذکر کے بلند کرنے کا ذمہ خود ان کے مولیٰ نے لے لیا تو کس کا زہرہ ہے کہ ان کے ذکر کو بدعت کہہ کر میٹھنے کی ہمت کرے؟ اور وہ چاہے بھی تو یہ ذکر مٹ کیسے سکتا ہے جب کہ ان کے مولیٰ کا ارشاد ہے :

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
محبوب ہم نے تمہارے ذکر کو بلند فرمایا

پھر یہ دولت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آج ہی حاصل نہیں ہوئی بلکہ ازل سے حاصل ہے۔ جناب آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے قالب میں روح پہنچانے کے بعد ان کی پہلی نظر اسی محبوب پاک کے اسم شریف پر ڈلوائی جاتی ہے کہ انہیں پہچان لو، ہمارے ساتھ اس ہمارے محبوب پر بھی ہمیں ایمان لانا ہوگا اور اپنی اولاد کو اس کی وصیت کرنی ہوگی کہ ان کا ذکر ہمیشہ جاری رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت شیث علی نبینا وعلیہ السلام کو اس کی وصیت کی۔ پھر ان کے بعد یکے بعد دیگرے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مسیح کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام "مبشرا برسول یاتق من بعدہ اسمہ اخذ" کہتے ہوئے تشریف فرما ہوئے یعنی "اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں اس کی بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد وہ رسول آنے والے ہیں جن کا اسم گرامی احمد ہے" — غرضیکہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے جلوہ کا ظہور کچھ حضور کے مبعوث ہونے کے بعد ہی پر موقوف نہیں اس سے قبل بھی حضرات انبیاء علیہم السلام والثناء جنود کے مناقب شریفہ کے ذکر سے رطب اللسان رہے اور اپنی مجالس و محافل کو حضور کی یاد و ذکر سے زینت دیتے رہے۔

علامہ فاضل رحمہ اللہ تعالیٰ مطالع الرآت شرح دلائل الخیرات میں چند آیات تورات نقل فرماتے ہیں جن میں حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

یا مویسیٰ احمد فی اذا مننت علیک مع کلامی ایاک بالایمان
باحمد ولولو تقبل الایمان باحمد ما جاورتنی فی
داری ولا تنعمت فی جنتی یا مویسیٰ من لویوم من
باحمد من جمیع المرسلین ولویصدقہ ولویثقت الیہ
کانت حسناتہ مردودۃ علیہ ومنعتہ حفظ الحکمۃ ولا
ادخل فی قلبہ نور الہدیٰ ومحاسنہ من النبوة یا مویسیٰ

من امن باحمد وصدقہ اولئک هم الفائزون ومن کفر
 باحمد وکذبہ من جمیع خلقی اولئک هم الخاسرون اولئک
 هم النادمون اولئک هم الغافلون ○

یعنی اے مومن میری حمد کر جب کہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہمکاری
 کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا اور اگر تو احمد پر ایمان لانا قبول نہ کرتا
 تو میرے گھر میں مجھ سے قربت حاصل نہ کرتا نہ میری جنت میں چین کرتا،
 اے مومن! (کچھ تم ہی پر موقوف نہیں) تمام مُرسِلین میں سے جو کوئی احمد
 پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مُشتاق نہ ہو
 اس کی نیکیاں مردود ہوں گی اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا
 اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا اور اس کا نام فقیر انبیاء
 سے مشادوں گا۔ اے مومن! جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق
 کی وہی ہیں مُراد کو پہنچے ہوئے اور میری تمام مخلوق میں جس نے
 احمد سے انکار کیا اور اس کی تکذیب کی وہی ہیں نقصان اٹھانے والے
 وہی ہیں پشیمان، وہی ہیں غافل اور بے خبر۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قسم کی چند آیات کتب
 منزلہ سے نقل فرمائی ہیں بخوبی طوالت ان کو میں نقل نہیں کر سکا کہ اہل فہم کے لئے جو کچھ
 بیان کر چکا ہوں یہی بہت کچھ ہے جس سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے
 قبل بھی حضور کے ذکر کا ہر زمانے میں چرچا رہا ہے، اس سے محروم رہے صرف وہی لوگ
 جن کی قسمت ہی میں یہ دولت نہیں لکھی تھی، اور بعثت کے بعد وہی لوگ محروم رہے جس
 کی شکایت ان کے ذکر کو بے حد کرنے والا اُن کا مولیٰ تعالیٰ اِن الفاظ میں فرما
 رہا ہے۔

وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم
 ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين ○

(یعنی یہ یہود جو آج تمہارے مقابلے میں اڑے ہوئے ہیں انہی کا یہ حال
 تھا کہ تمہاری بعثت سے پہلے مُشرکین عرب اور کفار مکہ پر تمہارے
 ویسے سے فتح طلب کرتے تھے اور اس طرح ہم سے عرض کرتے تھے،)

اللهم انصرنا بالمسبي المبعوث في اخر الزمان
 الذي نجد نعته في التورات -

الہی! ہمیں فتح نصیب فرما اُس نبی کے صدقے میں جو آخر زمانے میں تشریف
 فرمانے والے ہیں، جن کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں، لیکن جب وہ
 جانا پہچانا تشریف فرما ہوا تو اس سے مُنکر ہو بیٹھے پس مُنکِرین پر اللہ کی
 لعنت ہے اور وہ اللہ کی رحمت اور جنت سے محروم۔

(ب)

الغرض اس بیان سے آپ حضرات کے اذہان میں یہ بات تو بخوبی مرکز ہو گئی
 ہو گی کہ اس محبوب مرغوب کا ذکر اُس کے دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی ہر زمانے
 میں ہوتا رہا ہے اور اُس کے تشریف لانے کی بشارتیں دی جاتی رہی ہیں اِس کے بعد
 پھر خود اُن کا مولیٰ و علی اُن کے تشریف لانے کا ذکر متعدد آیات میں فرماتا ہے۔ چنانچہ
 فرماتا ہے۔

لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما علمتم حريص
 عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم ○ (یونس : ۱۲۸)

یعنی بلاشبہ تمہیں میں سے تمہارے پاس ایک ایسا معزز رسول آپہنچا
 جس کی تمہارا تکلیف میں پڑنا شاق ہے، تمہاری ہدایت پر بڑا حریص ہے

مسلمانوں پر شفقت فرمانے والا مہربان۔

اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا بھی ذکر فرمایا گیا اور مناقب جلیلہ کا ذکر بھی تو خود تشریف میں انہیں امور کا تو ذکر ہوتا ہے تو ایسا ذکر جس کو اُن کے مالک مولا نے کیا ہو اُس کو بدعت کیسے کہا جاسکتا ہے ؟

عزیزو! وہ تو اس شہنشاہِ مطلق کے محبوب ہیں، احادیث میں تو عام صالحین کے ذکر کو عبادت فرمایا ہے خود سرکارِ اقدس سے ان کا نامک و مولیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

وَإِذْ كَرِهَ اللَّهُ نَادَاهُ يُدْعِيهِمْ لِأُولَئِكَ الْأَسْمَاءُ ۚ إِذْ يَخْلَوْنَ فِي أَحْسَنِ مَقَامٍ رَءًى ۖ وَقَالَ اللَّهُ لَهُمْ هَبْ سَبْعِينَ أَلْفًا نَفْسًا ذُرِّيَّتَهُمْ ۖ وَإِذْ يَخْلَوْنَ فِي أَحْسَنِ مَقَامٍ رَءًى ۖ وَقَالَ اللَّهُ لَهُمْ هَبْ سَبْعِينَ أَلْفًا نَفْسًا ذُرِّيَّتَهُمْ ۖ وَإِذْ يَخْلَوْنَ فِي أَحْسَنِ مَقَامٍ رَءًى ۖ وَقَالَ اللَّهُ لَهُمْ هَبْ سَبْعِينَ أَلْفًا نَفْسًا ذُرِّيَّتَهُمْ ۖ

ابراہیم واسحق و یعقوب۔ (ص: ۱۷، ۴۵)

یعنی پہلے بندے داؤد کا ذکر کرو۔ پھر بندے ایوب کا ذکر کرو۔ پھر بندوں پر رحم و استحقاق اور یعقوب کا ذکر کرو۔

اس مضمون کی متعدد آیتیں ہیں تو جب انبیاء صالحین کا ذکر اللہ کو مطلوب ہے تو سید الانبیاء کے ذکر کو بدعت کون کہہ سکتا ہے، پھر حضور نے خود بھی اپنے فضائل اور ولادت کے واقعات علی رؤس الاشهاد بیان فرمائے ہیں چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”وہ ایک مرتبہ حضور کی خدمت شریف میں آئے (یعنی غصے میں بھرے ہوئے) ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے حضور کے باب میں کافروں کا کچھ طعن ٹھاسا ہے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا کہ ۱۔

بتلاؤ میں کون چھو ہے

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی تو مجھے بہترین مخلوق میں رکھا (یعنی انسانوں میں) پھر اس کے دو فرقے کئے (یعنی عرب و عجم) تو مجھے بہتر فرقے میں (یعنی عرب میں) رکھا

پھر اس کے قبیلے قبیلے کر دیئے تو مجھے بہترین قبیلے (یعنی قریش میں) رکھا، پھر قریش کے گھرانے گھرانے کر دیئے تو مجھے بہتر گھرانے میں کیا، (یعنی بنی ہاشم میں) پس میں آدمیوں میں سب سے بہتر ہوں ذات کے اعتبار سے بھی اور گھرانے اور نسب کے اعتبار سے بھی۔

اور امام احمد نے عباس بن ساریہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

میں اللہ کے نزدیک ایسے وقت خاتم النبیین کھجا ہوا ہوں کہ آدم ابھی آب و گل ہی میں تھے اور اب میں تمہیں میں اولی امر یعنی اپنی پیدائش کے ابتدائی واقعات کی خبر دوں، وہ ابراہیم (علیہ السلام) کی دُعا ہے یعنی وہ دُعا جو انہوں نے کی تھی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ الْاٰیہ اور علیؑ کی بشارت ہے (یعنی وہ خبر جو انہوں نے دی تھی کہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ اور میری والدہ کا خواب ہے (یعنی وہ خواب جس میں انہوں نے دیکھا تھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تیرے محل میں انبیاء کے سردار ہیں) اور یقیناً میری پیدائش کے وقت میری والدہ شریفہ سے ایک ایسا ٹور بھگا کہ ان کیلئے اس ٹور سے شام کے محل نظر کرنے لگے (یعنی حضرت آمنہؑ نے اپنے مقام سے محکم شام کے محل ملاحظہ فرمائے، بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت آمنہؑ نے فرمایا کہ اس وقت مشرق سے مغرب تک تمام زین و دشن ہو گئی تھی)۔

مجھے یہاں وہ عجائبات بیان کرنا مقصود نہیں جو اُس وقت ظہور میں آئے کہ اُن کی فہرست تو بہت بڑی ہے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے، صرف یہ بتانا ہے کہ حضورؐ نے خود

اور صحابہ کرام اور دوسرے حضرات نے بار بار حضور کے فضائل اور حضور کی پیدائش کے وقت کے واقعات ذکر کئے ہیں پس مسلمانوں کے لئے اس کا ذکر کرنا یقیناً حتمی و مستحب ہے۔ اس کو ہرگز ہرگز بدعت نہیں کہا جاسکتا، ہاں بعض کو یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ حضور کا یا صحابہ کا اس ذکر کے لئے مجالس منعقد کرنا ثابت نہیں اور جو شے حضور سے یا صحابہ سے ثابت نہیں اس کا اختیار کرنا اور اس کا رواج دینا بدعت ہے۔ تو میرے عزیزو! یہ صحیح نہیں کہ حضور کے بعد جو شے بھی نکل وہ بدعت ہے۔ اگر یہ قول صحیح ہو تو ہزار بار وہ چیزیں جو آج نہ صرف جائز اور مباح قرار دی جاتی ہیں بلکہ ان کو دین کا اور ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے (بدعتا میں شمار ہوں گی) میں ان چیزوں کو کہاں تک گنوا سکوں گا۔ نمونہ دو چار ہی عرض کر دوں گا۔

صحابہ کرام کے زمانے میں قرآن کے حروف پر نہ سکنت تھے نہ حرکات، بعد میں زیر، زبر، پیش لگائے گئے اور اس کے تیس پارے نکل گئے اور اس کو ضروری قرار دیا گیا۔ پھر ہر پارہ کے رقع اور نصف اور تین رقع مقرر کئے گئے۔ دس دس آیتوں کا حساب لگا کر عشر مقرر کیا گیا، جس کا رواج عرب میں ہے۔ قرآن کریم میں رکوع بنائے، یہ تمام امور صحابہ کرام کے بعد کی پیدائش ہیں لیکن اس کو کوئی بدعت نہیں کہتا۔

پھر یہ امور تو وہ تھے جس میں صحابہ کرام کی طرف سے سکوت پایا جاتا ہے بعض ایسے امور جن کی مانعت ثابت ہے باقضاء زمانہ فقہانے ان کو جائز رکھا، چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

مَا أَهْرَبْتُ بِتَشْيِيبِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتَنْزُخَ فَتَهَا كَمَا زُخِرَتْ الْيَهُودُ -

یعنی مجھے حکم نہیں دیا گیا مساجد کے بلند بنانے کا اور اُس کی تزین کرنے کا، حضرت ابن عباس نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ ہو جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں کو نقوش و زین (اور دیگر تکلفات)

سے سجایا تم بھی اسی طرح مساجد کو سجاؤ۔

اب ملاحظہ فرمائیں کہ اس حدیث سے تزین مساجد کی مانعت مترشح ہے لیکن پھر بھی فقہاء نے اس کا لحاظ کرتے ہوئے کہ لوگ اپنے مکانات کو بلند بلند اور نہایت مرتفع کر رہے ہیں اگر اس وقت مساجد کی زینت نہ کی جائے تو اللہ کے گھر کی تعقیر لازم آئے گی پس آیت کریمہ:

وَمَنْ يَعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَاَنْهَاهُ عَنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ - (الحج: ۲۲)

اور جو کوئی دین خداوندی کی ان یادگاروں کا ادب رکھے گا سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے۔

پر نظر رکھتے ہوئے اس کی اجازت دی اور فرمایا کہ مسجد کو چونے اور ساج کی کڑی اور سونے کے پانی کے ساتھ منقش کرنے میں کچھ حرج نہیں (کذا فی الہدایہ)۔ بلکہ شامی میں لکھا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ مسجد کو زینت دینا مستحب ہے کہ اس میں مسجد کی تعظیم ہے۔ اسی طرح بے شمار وہ کام ہیں جو آج ثواب کا کام سمجھے جاتے ہیں لیکن ان کا صحابہ کے زمانے میں وجود نہ تھا، جن کی تفصیل نہایت درجہ متعذر ہے۔

اب آپ حیران ہوں گے کہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ جس بات کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وجود نہ تھا وہ یقیناً بدعت ہے اور بدعت کے متعلق ارشاد ہے:

كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي السَّارِ -

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شے بھی حضور کے بعد نکلی وہ بدعت اور گمراہی ہے لہذا جن امور کا تو نے ذکر کیا ہے وہ یقیناً بدعت و گمراہی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ فقہان کو مستحب بلکہ بعض کو ضروری اور واجب بتلا ہے ہیں؟ تو عرض یہ ہے کہ تحریر آپ کو اس وجہ سے پیدا ہوا کہ آپ نے بدعت کے معنی لغوی کے لئے، حالانکہ یہ شرعی اصطلاح ہے تو شارع علیہ السلام سے اس کے معنی دریافت کرنے چاہئیں۔ پس جب اس طرف متوجہ ہوتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ملتا ہے،

من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد۔

یعنی جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی شے نکالے جو دین سے تعلق نہیں رکھتی وہ مردود ہے۔

اس حدیث کے پہلے حصے سے معلوم ہوا کہ امور دینیہ میں جو شے نکال جائے شرعاً بدعت ہوتی ہے اور پچھلے حصے سے یہ معلوم ہوا کہ ایسی بدعت میں بھی وہ بدعت مردود ہوتی ہے جس کی اصل دین میں نہ پائی جاتی ہو اور وہ دین کے مخالف ہو اور اسی کو بدعت سنّیہ کہتے ہیں۔ پھر ایسی بدعت کی نشانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی جاتی ہے تو حضور کا یہ ارشاد پاتے ہیں کہ :-

ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة۔

یعنی کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی لیکن اس کے مثل سنت بن جاتی ہے۔

پھر اس بدعت یعنی بدعت سنّیہ کے مقابل جو بدعات ہیں، جن کو بدعات حسنہ کہتے ہیں ان کا حکم دریافت کیا جاتا ہے تو اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ :-

من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها

من بعده من غيرون ينقص من اجور هوشی۔

یعنی جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اُس کو اُس کا ثواب ملے گا

اور ان کو بھی جو اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ اُن کے ثواب سے

کچھ کمی ہو۔

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو بدعت دین کے مخالف ہو اور اس میں ضعف پیدا کرنے والی ہو وہ بدعت سنّیہ ہے اور جو دین کے موافق اور امورات و منہیات شرعیہ میں کسی شے کو قوت دینے والی اور اس کی تائید کرنے والی ہو وہ بدعت حسنہ ہے، پھر ظاہر ہے کہ ضعف وہ قوت میں بھی کمی اور زیادتی کا فرق ہوتا ہے اس لئے بدعت سنّیہ

اگر کسی ایسی شے کی مخالفت کر رہی ہے جو ہم پر فرض یا واجب ہے تو ایسی بدعت،

بدعت محرّمہ ہوگی اور اگر ایسی شے کی مخالفت کرتی ہوگی جو سنّت یا مستحب ہے تو وہ

بدعت مکروہہ ہوگی۔ اسی طرح بدعت حسنہ اگر ایسی شے کو تقویت دینے والی اور اس کو

پُرکارنے والی ہے جو ہم پر فرض یا واجب ہے تو ایسی بدعت، بدعت واجبہ ہوگی۔

اور سنّت یا مستحب کے موافق اور اس کو پُرکارنے والی ہوگی تو وہ بدعت مستحبہ ہے

اور اگر کوئی بدعت ایسی ہے کہ وہ مامورات و منہیات میں سے نہ کسی کی مخالفت کرتی

ہے نہ موافقت تو وہ بدعت مباحہ ہے۔ بدعت کی انہیں پانچ اقسام کو فقہاء اپنی

تحریرات میں بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ شیخ عزالدین بن عبد السلام، کتاب القواعد

میں فرماتے ہیں :-

البدعة اقسامها اربعة ابتدائية اصول الفقه والكلام في الجرح

والتعديل واما محرمة كمذهب الجبورية والقدرية واما

مندوبة كاحداث المداين وكل احسان لم يمكن في العهد

الاول واما مكروهة كنخرفة المساجد يعني عند الشافعي

واما عند الحنفية فباح واما مباحة كالتمتع في لذيذ

المائل والمشارب۔

یعنی بدعت یا تو واجب ہوتی ہے جیسے قواعد فقہ کی تالیف اور ان کی

کتابوں کی تالیف جن میں راویوں کے حالات پر بحث کی جاتی ہے۔

کہ وہ عادل ہیں یا غیر عادل، یا محرمہ ہوتی ہے جیسے جبریت اور قدریت

مذہب، یا مندوبہ اور مستحبہ ہوتی ہے جیسے مدرسوں کا قائم کرنا اور

ہر اُس نیک بات کا قائم کرنا جو حضور کے زمانے میں نہ تھی۔ یا مکروہہ

ہوتی ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک مساجد کو زینت دینا لیکن حنفیہ کے

اور وہ علماء کی مجالس میں جا کر حضور کے فضائل و مناقب اور آپ کی ولادت کے واقعات سن کر اپنے ایمان کو تازہ کرتے اور آپ کے ساتھ محبت کو ترقی دیتے تھے جو مولیٰ تعالیٰ کو مطلوب تھا لیکن جب دیکھا کہ مسلمانوں کے اس شوق میں کمی آگئی، حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے تو اس کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلے اس کا رنجش کی ابتدا شہر موصول میں حضرت عمر بن محمد رضی اللہ عنہ نے جو اکابرین صلحاء سے تھے، کی جیدہ کہ ابو شامہ نے لکھا ہے اس کے بعد بادشاہوں میں سے اول بادشاہ ابوسعید مظفر نے مولود شریف تخصیص و تعیین کے ساتھ اس شان کے ساتھ کیا کہ اکابرین علماء و مؤلفیہ کرام اس محفل میں بلا تکبر شریک ہوتے تھے تو گویا تمام اکابرین کا جواز و استحباب پر اتفاق ہو گیا تھا یہ بادشاہ ہر سال ربیع الاول شریف میں تین لاکھ اشرفیاں لگا کر یہ محفل کیا کرتا تھا۔ اس کے زمانے میں ایک عالم حافظ ابو الخطاب بن وجیہ تھے جس کے علم کی علامت زر قانی وغیرہ نے اپنی تصانیف میں بڑی تعریف کی ہے انہوں نے سلطان ابوسعید کے لئے بیان مولود شریف میں ایک کتاب سنی بہ کتاب التنبیہ فی مولد سراج المنین تصنیف کی جس کو خود ہی سلطان کے سامنے پڑھا سلطان بہت خوش ہوا اور آپ کو ایک ہزار اشرفیہ انعام میں دی۔ اس کے بعد تو دنیا کے تمام اطراف و بلاد میں ماہ ربیع الاول میں مولود شریف کی محفلیں ہونے لگیں جس کی برکت سے مولائے کریم کا فضل عظیم ظاہر ہونے لگا۔ چنانچہ علامہ قاری اور علامہ حلبی اور سلطان رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نقل فرماتے ہیں:-

شعلا زال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن الكبار
يتحفلون في شهر مولده ويعنون بقراءة مولد الكريم
ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم

اس عبارت کا وہی مطلب ہے جو میں نے عرض کیا حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ما ثبت من السنۃ میں تحریر فرماتے ہیں:-

ابولہب نے اپنی ٹوٹتی ٹوہیہ کو اس صلے میں آزاد کر دیا تھا کہ اس نے اُس کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر دی تھی تو ابولہب کے مرنے کے بعد کسی نے اس کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ کہو کیا حال ہے؟ بولا "آگ میں ہوں۔ البتہ اتنا گرم ہے کہ ہر پیر کی رات مجھ پر تحفیف کر دی جاتی ہے اور اشارہ سے بتلایا کہ اپنی دوا انگلیوں سے پانی پھوس لینا ہوں اور یہ مجھ پر یوں غایت ہے کہ مجھے ٹوہیہ بنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر دی تھی تو اس بشارت کی خوشی میں میں نے دوا انگلیوں کے اشارے سے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔"

پھر شاہ صاحب آگے فرماتے ہیں کہ:-

اس پر علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ جب ابولہب جیسے کافر کا جس کی مذمت میں قرآن کریم نازل ہوا، یہ حال ہے کہ اُس کو حضور کی پیدائش کی رات خوش ہونے پر دوزخ میں بھی بدلہ دیا جا رہا ہے، تو حضور کی امت میں سے اُن لوگوں کے حال کا کیا پوچھنا جو حضور کی پیدائش کے بیان سے خوش ہوتے ہیں اور جس قدر بھی مقدور ہوتا ہے ان کی محبت میں خرچ کرتے ہیں۔ مجھے اپنی جوانی کی قسم کہ اُن کی جزا خدا نے کریم کی طرف سے یہی ہوگی کہ اُن کو اپنے فضل عظیم سے جناتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔

پھر فرماتے ہیں:-

ومقارب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام و بشری
عاجل بنیل البنیۃ والممرام فرحوا مرا اتخذ لیلالی شہر

مولود المبارک اعیاد الیکون اشد علة علی من ف قلبه
مرض وعناد۔

یعنی مولود شریف کی خاصیتوں میں ایک محترّب خاصیت یہ ہے کہ وہ
اس سال امان کا باعث ہوتا ہے اور حاجت و مقصود برآری کے لئے
بشارت عاقل ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت کا طہ نازل فرماتے
جو مولود مبارک کے مہینے کی راتوں کو عیدیں منائے نہ کہ جس کے قلب میں
مرض وعناد ہے اس کے لئے سخت عنت ہے۔

شاہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے وقت میں بھی اس
محل شریف کو کوئی بدعت کہنے والا ہوگا جس کے لئے ایسے سخت کلمات کا استعمال
فرمایا۔ ہاں بعض محققین نے بھی اس کا رد کیا ہے مگر نہ نفس مولود شریف کا بلکہ اُن لغویات
کا جو خواہشات نفس کے بندوں نے اس پاک محل میں شامل کر کے اس کی صورت ہی
سخ خودی تھی اور آلات ہوا کو شامل کر کے اس کو کھیل تماشا بنالیا تھا سو اس کا رد کرنا محققین
پر لازم تھا۔ اسے کون جائز رکھ سکتا ہے؟ جن حضرات نے ایسی چیزوں کا رد کیا ہے وہ ضرور

۱۔ حضرت علیہ الرحمہ کے جد امجد حضرت مولانا محمد سعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ) نے اسی قسم کی محافل میلاد
کے خلاف فتویٰ دیا ہے چنانچہ جہلاء میں مولود محل میلاد کے بارے میں فتاویٰ رشیدیہ میں ایک فتویٰ ہے جس پر حضرت
مولانا نے مکتوب تصدیقی دستخط ثبت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :
جواب صحیح ہے اور یہ مولود مروجہ بدعت ہے، چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ
اپنے مکتوبات میں ارقام فرماتے ہیں عبارت ہذا :

اگر فرضاً حضرت ایشاں دریں آواں در دنیا زندہ ہوتے دایں مجلس واجتماع کہ منعقد می شد آیا
ایں امر را معنی می شد نہ دایں اجتماع را می پسندیدند یا نہ ؟ یقین فقیر اُن است کہ ہرگز ایں معنی
را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکاری نمودند، مقصود فقیر اعظام بود، قبول کنید یا نہ کنید فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
(فتاویٰ رشیدیہ، مکتوبہ کراچی، ص ۱۳۴)

قابل تحسین اور مستحق داد میں جیسے ابن حاج وغیرہ۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالحی محدث دہلوی
اسی مابثت من السنۃ میں تحریر فرماتے ہیں :

ولقد اظن ابن الحاج فی اندخل فی الانکار علی ما احدثه
الناس من البدع والاهواء والغنا بالالات المحرمة عند عمل
المولد الشریف فان الله تعالیٰ یشیبه علی قصد الجیل و یسلک
بناسبیل السنۃ فانہ حبیبنا ونعم الوکیل۔

یعنی اور بے شک ابن حاج نے مدخل میں ان باتوں پر سخت انکار کیا ہے
جو لوگوں نے مولود شریف میں بدعات اور ہوا و ہوس کی چیزیں اور آلات
محرمہ کے ساتھ گناہ بجا شامل کر رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے اس
نیک مقصد میں ثواب عطا فرمائے اور ہم کو سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے
کہ ہمارے لئے کافی اور اچھا وکیل ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بعد میں لوگوں نے اس مجلس
کو تماشے باجے، ڈھول سارنگی کے ساتھ شروع کر دیا تھا تو ایسی مجلس کا رد کرنا ضروری
تھا اور یقیناً ایسی مجلس بدعت تھی لیکن ایسی مجلس سے ہماری مجلس کو کیا واسطہ؟ پس
اس کو کیسے بدعت کہا جاسکتا ہے؟ جس کو آٹھ سو سال سے تمام بزرگان دین کرتے چلے
آئے ہیں جن کا شمار میں آنا متعذر ہے۔ میں پچھلے حضرات میں بعض اکابرین کے نام ضرور
گنونا لیکن عوام جو کہ اُن کی جلالت شان سے واقف نہیں قرآن کا ذکر کچھ فائدہ نہیں
دے سکتا۔ اس لئے میں دہلی والوں کے لئے صرف دہلی کے انہیں علماء کا ذکر کروں گا جو
اس صدی میں گزرے ہیں اور دہلی والے ان کو جانتے ہیں :

۱۔ حضرت شاہ ابوالخیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا تمام خاندان ہی مجلس میلاد کا حامی
رہا ہے بلکہ ان کے جد امجد حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے وقت کے

نقطہ تھے۔ مانعین کا رد تحریر فرمایا ہے اور حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو مانعین کے اُتار اور اُتار ڈالنا سزا دیتے تھے۔

۲۔ حضرت شاہ کریم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ۔

۳۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب اور ان کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ۔

۴۔ حضرت مولانا کرامت اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ حضرت شاہ محمد عمر صاحب المعروف بہ اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ صاحب تفسیر حقانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب حقانی رحمۃ اللہ علیہ۔

ان حضرات کو تو کُڑے ہوئے قریب ہی زمانہ گزرا ہے جن کو اہل دہلی خوب جانتے

ہیں اور ان سے پہلے بزرگوں میں سے (۱) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ کو بھی نہ صرف دہلی والے بلکہ دنیائے کلام

خوب جانتی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت شاہ امداد اللہ اور حضرت شاہ رحمۃ اللہ مہاجر مکی

رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی لوگ خوب واقف ہیں اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تو مانعین کے

پیر اور پیران پیر ہی ہیں یہ سب حضرات (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) مولود شریف کے قائل اور

اس پر عامل تھے تو کیا یہ سب ہی معاذ اللہ بدعتی و جہشی قرار دیئے جائیں گے؟ اور کیا اس

میں اپنے اُستادوں اور پیروں کا لحاظ بھی نہ فرمائیں گے؟ انسان کو مُنہ سے کوئی بات

نکالنی چاہیے تو سوچ سمجھ کر نکالنی چاہیے۔ مولود شریف کو بدعت کہہ کر خیال تو فرمائیں

آپ نے کیسے کیسے اکابر کو بدعتی جہشی کہہ ڈالا۔

خیر یہاں تک تو آپ کا یہ قول فسق ہی تھا۔ مجھے تو آپ کا یہ قول اس سے بھی

زیادہ موجب قباحت نظر آتا ہے اس لئے کہ یہ مجلس سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتی ہے اور جو شے حضور سے نسبت رکھتی ہے اُس کی توہین اس جہت سے کرنا کہ وہ حضور سے نسبت رکھتی ہے کُفر ہے۔ اس لئے میری باادب مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ خدا کے لئے اس مجلس کو بدعت کہنے سے باز رہیں کہ اس میں آخرت کے نقصان کا خوف ہے۔ لاکھوں کروڑوں صالحین کو بدعتی کہہ کر ایک فعلِ حرام کے مرتکب ہوتے ہیں کہ یہ شے ان حضرات کی ارواحِ طیبہ کی ایذا کا باعث ہے جو جنسِ قطعی حرام ہے۔ دُسرلوں کی اگر پرواہ نہیں تو کم از کم اپنے اساتذہ کرام اور پیرانِ عظام کا تو خیال فرمایا کریں۔ جب آپ مولود شریف کے فاعلین کو بدعتی بلکہ مشرک جہشی کہتے ہوں گے تو حاجی امداد اللہ و حضرت شاہ عبدالغنی رحمہما اللہ جیسے حضرات کی ارواحِ طیبہ پر کیا گزرتی ہوگی جو اس مجلس مولود شریف کو باعثِ خُشات اور موجبِ برکات اعتقاد رکھنے کے ساتھ ساتھ فرماتے کہ:

”مجھے اس کا عین یقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار اور

برکات و رحمت کا نزول ہوتا ہے۔“

اگر آپ خود ایسی مجلس کا انعقاد نہ کریں، شوقِ پیہ نہ کریں کہ یہ ایک مستحب فعل ہے کوئی کرے یا نہ کرے مختار ہے، کسی کو اس پر طعن و تشنیع کی مجال نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ اس کی برکات سے محروم ہے گا۔ لیکن اگر کوئی اس کو بدعت کہے گا تو یاد رہے کہ حقیقت میں بدعتی وہی ہوگا کہ بدعتِ خلافِ شریعت اعتقاد کر لیتے ہیں خواہ ناجائز کو جائز اعتقاد کرے یا جائز کو ناجائز۔

(۵)

ہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس مجلس کے آخر قیام کیا جاتا ہے اور قیامِ عبادت ہے۔

پس غیر اللہ کے لئے قیام کرنا شرک ہے۔ تو عزیزو! یہ خیال بھی غلط ہے کہ قیام مطلقاً عبادت

ہے اگرچہ نماز کے علاوہ ہوا چناں چہ غلبہ المتکلی میں ہے۔

وَالْقِيَامَ لِعُودِ عِبَادَةِ وَحْدَةٍ۔

جو شے بھی مستحق تعظیم ہو اس کے لئے کھڑے ہونے میں مضائقہ نہیں۔

چنانچہ کبیری میں ہے۔

وَلَا يَكِبُّ قِيَامَ الْقَارِي لِلْقَادِمِ تَعْظِيمًا إِذَا كَانَ مُسْتَحَقًّا لِلتَّعْظِيمِ۔

یعنی آنے والے کسی منظم شخص کے لئے قرآن کریم تلاوت کرنے والے کو کھڑا

ہونا مکروہ نہیں۔

تو جب قرآن کریم پڑھنے والے کے لئے کسی کے واسطے کھڑا ہونا بھی مکروہ نہیں، تو قرآن کریم تلاوت نہ کر رہا اس کا کسی کے لئے قیام کرنا کیوں شرک ہوگا؟ اب رہا یہ کہ یہ قیام کیوں کیا جاتا ہے؟ تو علماء نے اپنے اپنے ذوق کے اعتبار سے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں، اس لئے یہ عاجز بھی اپنے ذوق کے موافق اس کے دو جواب عرض کرتا ہے۔

ایک تو یہ کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ الْتِ (الرَّحْمَنُ ۱۵)

یعنی اس راستے کی پیروی کرو جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔

اور میرے نزدیک حضرت حاجی امداد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات یقیناً منیبین الہی سے تھے نیز حدیث میں سرکارِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اتَّبِعُوا السُّبُلَ الْعَظُمَ (بُڑی جماعت کی پیروی کرو۔)

نیز فرمایا۔

إِذَا رَأَيْتُمْ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسُّبُلِ الْعَظُمِ۔

جس وقت تم اختلاف دیکھو تو لازم پکڑو بڑی جماعت کی پیروی کو۔

اور یہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ بڑی جماعت تو درکنار ابتداء میں اس کے استھان پر تمام

ہی علماء متفق تھے، کوئی بھی اس کا مخالف نہ تھا۔ ہاں اس کے پچاس سال بعد ایک عالم ناگہانی مغربی نے اس سے اختلاف کیا۔ اس کے بعد اس کی پیروی بعض علماء نے کی لیکن ہمیشہ مخالفین کی جماعت قلیل رہی چنانچہ اس زمانے میں بھی مخالفین قلیل میں سوائے ہندوستان کے دوسرے ممالک اسلام میں اس کا مخالف نظر نہیں آتا چنانچہ حضرت نور المشائخ کابلی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا فضل عثمان شاہ صاحب دہلی میں تشریف فرما ہوئے تھے، اُن سے اس کا ذکر آیا تو فرمایا کہ ہمارے ہاں رافضیستان میں، ایک فرد بھی ایسا نہیں جو اس کا مخالف ہو، گھر گھر میں مولد شریف مع قیام ہوتے ہیں اور دُنبے ذبح کئے جاتے ہیں۔ لہذا نہ کھانے کھلا کر اس کا ثواب سرکارِ اقدس کی جناب میں نذر کیا جاتا ہے۔ یوں ہی حضرت زید صاحب سلمہ فرماتے تھے کہ مصر میں اس

۱۔ حضرت نور المشائخ المعروف بولاشور بازار رحمۃ اللہ علیہ افغانستان کے مشہور و معروف صوفی میں سے تھے حضرت مصنف علیہ الرحمہ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ کابل میں آپ کی خانقاہ شریف مرجع خاص عام ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد و امجاد سے تھے شاہ ظاہر شاہ آپ کے عقیدت مندوں اور مریدوں میں تھا۔ آپ نے کابل ہی میں وصال فرمایا۔ صدر المشائخ حضرت مولانا فضل عثمان صاحب مجددی فاضل قیام آپ ہی کے بڑے صاحبزادے ہیں اور عالم اور صوفی ہیں۔ ایک عرصے لاہور میں مقیم ہیں حضرت مصنف علیہ الرحمہ سے بڑی محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ راقم پر بھی مہربان ہیں۔ آپ کے اور آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ کے تفصیلی حالات کے لئے راقم کی تالیف تذکرۃ مظہر مسعود، جلد دوم، مطبوعہ کراچی مطالعہ کی جائے۔ مسعود

۲۔ حضرت زید ابوالحسن، دہلی کے مشہور و معروف بزرگ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۲۵ رمضان ۱۳۲۲ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی۔ جامعہ ازہر (مصر) سے فارغ التحصیل ہیں۔ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد و امجاد سے ہیں۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ (۱) اگلے صفحہ پر۔

کا عام رواج ہے غرض ایک جواب تو یہ ہے کہ جس میں اصلاً کسی کو کلام کی گنجائش نہیں
دوسرا جواب یہ ہے کہ جلسے کے اختتام پر سرکارِ اقدس کی توجہ تمام زیادہ منظور
ہے۔ اس لئے اُن کے غلام اُن کی جناب میں اس وقت خصوصیت کے ساتھ خشوع و
خضوع کے ساتھ بادِ سلام پیش کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ اس لئے کہ جب حضور
کے فضائل جلیلہ اور مناقب رفیعہ مسلمان سنتے ہیں تو اُن کی محبت حضور کے ساتھ ترقی
کر کے شوق کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے خصوصاً صاحبِ کرم حضور کے جلوہ افروز ہونے کے
حالات سنتے ہیں تو اس وقت کے حالات کا سماں ان کی خیال کی نظروں کے سامنے
آ جاتا ہے اور اس کے ساتھ حضور کی توجہ خاص کی ضیا پاشیاں اپنے قلب میں محسوس کرنے
لے۔ اور یاد آ جاتا ہے کہ یہی وہ نعمت غیر مترقبہ ہے جس کا حق تعالیٰ نے ہم پر
احسان رکھا ہے کہ ارشاد فرماتا ہے :-

پچھلے صفحہ سے آگے

آپ کو بے پناہ اُنیست و محبت تھی اور راقم پر بھی بہت ہی مہربان ہیں۔ آپ دہلی میں خاتواہ حضرت
شاہ ابوالخیر میں رونق بخش مندر ارشاد ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف منظرِ عام پر آچکی ہیں اور بعض تصانیف
ابھی قلمی صورت میں ہیں۔ چند تصانیف یہ ہیں :-

- (۱) الخیر المزیّد فی اعراب الاُیّت و کلمۃ التوحید (قلمی) (۲) القول السنّی فی الذب عن الشیخ
عبد الغنی (قلمی) (۳) الحجّة فی مسئلة اللّٰحیة و القبضۃ (قلمی) (۴) الاسانید العالیة
و الشہادۃ السامیة (قلمی) (۵) سوانح حضرت شاہ ابوالخیر (قلمی) (۶) خیر البیان
فی مولد سید الانس و الجنان (مطبوعہ) (۷) خیر المولد فی احتفال المولد (مطبوعہ)
(۸) نحیہ المقال فی رویۃ المہلّال (مطبوعہ) (۹) ماذا قال الائمة فی ابن تیمیہ (مطبوعہ)
(۱۰) نرم غیر از زید در جواب جمید (مطبوعہ) (۱۱) مسئلہ ضبط ولادت (مطبوعہ) (۱۲) لآئی نظم
(مطبوعہ) (۱۳) تقویم خیری وغیرہ وغیرہ۔ مسعود

لَعَزَمَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

یعنی بلاشبہ یقیناً حق تعالیٰ نے احسان کیا کہ ان میں اپنا ایک ظہر رسول بھیجا۔

غرض اس احسان کی یاد اور حضور کی محبت میں ذوق و شوق کا ابھڑنا اور اس وقت خاص
کا تصور اور اس وقت میں حضور کی توجہ خاص کے مبذول ہونے کا خیال ان سبک مجموعہ
کچھ ایسا ہو جاتا ہے جو اس کا مقتضی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے
کھڑے ہو جائیں اور حضور کو اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے اُن پر سلام پڑھیں۔

اس مقام پر آپ کو یہ غلجائ پیش آتا ہو گا کہ یہ کیا کہا کہ "حضور کی توجہ خاص کا
مبذول ہونا اس وقت منظور ہے"۔ سو یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ
سرکارِ اقدس کا خود ارشاد ہے کہ "میں اہل محبت کا سلام خود بنفس نفیس سنتا ہوں جس کا
صریح مطلب یہ ہے کہ اہل محبت کی جانب میری توجہ مبذول ہو جاتی ہے کہ میں ان کا
سلام خود سنتا ہوں اور دوسروں کا بواسطہ ملائکہ میری خدمت میں پیش ہوتا ہے چنانچہ
دیباچہ دلائل الخیرات شریف میں ہے :-

قيل لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا رايت صلوة المصلين
عليك مقن غاب عنك ومن يأتي بعدك ما حالهما عندك
فقال اسمع صلوة اهل محبتى واعرفهم و تعرض على صلوة
غيره عرضاً۔

یعنی کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور ان لوگوں
کے حال سے تو ہمیں مطلع فرمائیں جو حضور سے غائب ہیں اور حضور کے
بعد آنے والے ہیں ان کے درود کی آپ کے نزدیک کیا کیفیت ہے؟
فرمایا کہ محبت والوں کا درود تو میں خود سنتا ہوں اور سنوں گا، البتہ دوسروں
کا درود بذریعہ ملائکہ مجھ پر پیش ہو گا۔

۲۰

میں کہتا ہوں کہ جب کچھ کہنے والا کسی سے بات کرے تو کیا سننے والے کی اس طرف توجہ نہیں ہوتی؟ تو اس میں کیا شک رہا کہ اس وقت حضور کی توجہ خاص مظلون ہے؟ اب رہا یہ کہ حضور کیسے سن لیتے ہیں تو اول تو حضور کے فرمان کے ہوتے ہوئے اس میں کلام کی گنجائش ہی نہیں۔ دوسرے اب تو مادیات میں ایسے آلات مشاہدہ کر رہے ہیں جن سے بلا کسی ذریعہ کے ہزار ہا کوس پر بیٹھا ہوا سن لیتا ہے، آپ کہیں گے کہ اس میں تو برقی قوت ہوتی ہے۔ یہ حیرت انگیز فعل اس کا ہے تو میں کہتا ہوں کہ جسی اور روحی کا یہ کرشمہ ہے۔ آپ کے تحیر کی صرف یہ وجہ ہے کہ آپ اس کی قوت سے واقف نہیں۔ اس کی قوت کے سامنے برقی قوت بیچ نظر آتی ہے۔ یہ قوت خدا کی معرفت کراتی ہے بلکہ برقی قوت سے جو کام لیا جا رہا ہے یہ بھی اسی قوت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ میں اس کی قوت پر بھی کچھ روشنی ڈالتا لیکن وقت نہیں۔ انسان اسی لئے پیدا کیا گیا تھا کہ اس قوت کو ترقی دے لیکن انوس بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس کی طرف توجہ کی اور وہ کام کر دکھائے کہ برق کی توحصیقت ہی کیا ہے ماسوا اللہ میں کسی کے بس کے بھی وہ کام نہیں۔

غرض میرے نزدیک پچھلے حضرات کی اس وقت سلام کے لئے قیام کے تجویز کرنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے (والعلم عند اللہ) اور ظاہر ہے ایسے خیالات کیا تھے قیام میں ہرگز کوئی قباحت نہیں۔ اس لئے کہ سب جانتے ہیں کہ شارع علیہ السلام سے اگر کسی فعل پر کرنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ فعل مامورات میں داخل ہوتا ہے اور جس شے سے مانعت ہوتی ہے تو وہ فعل منہیات میں داخل ہے اور جس شے کے لئے نہ امر ہو اور نہ مانعت وہ شے مُباح ہوتی ہے، جس میں مسلمان محتار ہے کرے یا نہ کرے لیکن یاد رکھئے کہ اگر فعل مُباح کو کوئی اچھی نیت سے کرے تو پھر وہ فعل تحسن اور مستحب کہلاتا ہے لہذا جس نیت سے میں نے یہ قیام بتلایا ہے وہ یقیناً اچھی ہے لہذا اس

نیت سے یہ قیام بھی اچھا اور تحسن ہوا۔

بعض لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اس قیام کے وقت یہ خیال کہتے ہیں کہ حضور اس وقت پیدا ہوئے تو میری نظر میں تو ایسا ہو قوت تو کوئی نظر نہیں آتا۔ لہذا عام کا خیال تو صرف یہ ہوتا ہے کہ جب ہمارا سلام بارگاہ نبوی میں پیش ہو تو ہماری یہ ہیئت بھی پیش ہو کہ حضور آپ کے غلاموں نے اس ادب و تعظیم کے ساتھ سلام پیش کیا ہے اور یہ خیال بھی کچھ بُرا نہیں۔ نہایت بہتر ہے یا بزرگانِ دین کی پیروی کا خیال ہوتا ہے جیسا کہ ان کے مولیٰ نے ان کو حکم دیا ہے جیسا کہ میں اس سے قبل عرض کر چکا ہوں۔

مجھے اُمید ہے کہ میں نے اس کے جواز و استحباب میں جو کچھ عرض کیا وہ آپ حضرات کے بخوبی ذہن نشین ہو گیا ہوگا، اس میں کسی پر رد و قدح ہرگز منظور نہ تھی، صرف اتنا ہی مقصد تھا کہ مسلمان اس کو بدعت کہہ کر گدگاز نہ ہوں۔ ہاں اتنا اور عرض کر دوں کہ جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں ان کو کسی اچھے طریق پر تو سمجھانے میں مضائقہ نہیں اگر وہ نہ مایں تو ان سے ابھٹنا اور ان پر لعن طعن کرنا بھی نہایت درجہ مذموم ہے، ان کیلئے صرف دُعا کریں دُعا اور بس۔ وَحَسَّاعَلَيْتَنَا إِلَّا الْاَلْبَسَاغ۔

۱۔ جہلا اور متوسط طبقے میں جو مولد شریف مروج ہے اس میں قیام کے وقت جو اشعار پڑھے جاتے ہیں ان سے ہی مترشح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت عالمِ بالا سے عالمِ اسفل میں تشریف لائے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے یہ محافل نہ اس ماہ میں ہوتی ہیں، نہ اس تاریخ میں نہ اس وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے کہ اگر ایسا ہو تو اس خیال کو حقیقت سے کچھ تو نسبت ہو۔ وقت بے وقت اس قسم کے اشعار رسماً انہیں معنی و مفہوم میں پڑھے جاتے ہیں شاید حضرت علیہ الرحمہ کے علم میں ان مجالس کی کیفیت نہ تھی حضرت مرحوم نے بن محافل میں شرکت فرمائی ان میں کوئی وجہ مخالفت نہ ہوتی تھی، چنانچہ انداز بیان بھی صاف صاف ہی مترشح ہو رہا ہے۔ (مستور)

فہرست مطبوعات ادارہ مظہر اسلام - لاہور

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	مطبوعات	ایک کت
۱	۴۶۴ م والدین کے حقوق		۱۶	-
۲	تحصیلات محمد عبدالستار ظاہر		۷۲	۸/-
	حضرت مسعود ملت			
۳	بدعات	پروفیسر ااکرم محمد مسعود احمد	۶	۳/-
۴	شرک و توحید	مفتی محمد مظہر اللہ	۶	۳/-
۵	تہذیبِ نعت	مفتی محمد مظہر اللہ	۳۲	۹/-
۶	دو فوجی نظریات	پروفیسر ااکرم محمد مسعود احمد	۶	۵/-
	اور پاکستان			
۷	پیغام	پروفیسر ااکرم محمد مسعود احمد	۶	۲/-
۸	۱۱۶	مفتی محمد مظہر اللہ	۳۲	
۹	تصرفات محمدیہ	مفتی محمد مظہر اللہ		
۱۰	تلاکار حضرت	محمد عبدالستار ظاہر		
	مسعود ملت			